شاہ بلیغ الدین رحمۃ اللہ علیہ

شکر گزاری

طوافِ بیت اللہ ختم کر کے ایک شخص خانۂ کعبہ کے غلاف سے لپٹ گیا اور دعا مانگنے لگا۔ یہ ایک بدوی مسلمان تھا...... صحرائے عرب کا رہنے والا! دیہاتیوں کا سا اس کا لباس تھا۔ چہرے مہرے پر کوئی خاص ذہانت نہ تھی لیکن اس کی دعا بڑی نادر تھی۔

طواف کے درمیان بھی دعائیں مانگنے کا حکم ہے اور طواف ختم کر کے حجرِ اسود اور بیت اللہ کے دروازے کے بیچ میں جو جگہ ہے وہاں دیوار سے سینہ لگا کر اور دیوار پر ہاتھ پھیلائے ہوئے رکھ کر بھی دعا مانگنے کا حکم ہے۔ یہ جگہ ملتزم کہلاتی ہے۔ بشارت ہے کہ یہاں مانگی ہوئی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ وہ سیدھا سادہ دیہاتی یہیں دعا مانگ رہا تھا۔

امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی اس وقت طواف کر رہے تھے، اس دیہاتی کی دعا کے الفاظ آپ کے کان میں پڑے تو آپ غور سے اس کی طرف دیکھنے لگے۔ دعا کے ایک ایک لفظ پر آپ غور کرتے جاتے اور حیرت سے اسے دیکھتے۔ طواف ختم ہوا تو ایک صاحب کے ذریعے انھوں نے اس بدوی کو بلا بھیجا۔ وہ آیا تو بڑے تپاک سے اس سے ملے، پھر اس سے فرمایا: ''تمھاری دعا خوب ہے۔ بہت خوب! میں نے ایسی دعا آج تک نہیں سنی۔ اس دعا سے تمھارا مطلب کیا ہے؟

وہ دیہاتی غلافِ کعبہ سے لپٹ کر یہ دعا مانگ رہا تھا کہ...... یا اللہ! تو مجھے اپنے قلیل بندوں میں سے بنا دے۔ قلیل یعنی چند بندوں سے اس کی کیا مراد تھی یہی امیر المؤمنین معلوم کرنا چاہتے تھے۔ اس بدوی نے سورۂ سبا کی آیت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے تلاوت کی۔ اس کا ایک ٹکڑا ہے...... وَ قَلِیۡلٌ مِّنۡ عِبَادِیَ الشَّکُوۡر کہ میرے بندوں میں بہت تھوڑے لوگ ہیں جو شکر گزار ہیں۔ اس بدوی نے کہا...... امیر المؤمنین! بس یہ آیت میرے ذہن میں تھی اور بے اختیار میرا جی چاہتا تھا کہ میں اپنے مولا سے دعا مانگوں کہ وہ مجھے اپنے شکر گزار بندوں میں سے بنا لے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام اور ان کے خاندان سے خطاب فرمایا ہے۔ ارشاد ہے کہ...... کیا کچھ ہم نے تمھیں نہیں دیا۔ اس لیے تم شکر گزار بنے رہو۔ اللہ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کثرت سے عبادت اور ذکر و اذکار کی مصروفیت دیکھ کر کبھی کبھی صحابۂ کرام عرض کرتے کہ...... آپ کو تو اللہ تعالیٰ نے سب کچھ عطا فرمایا ہے پھر آپ اس قدر مشقت کیوں اٹھاتے ہیں اس میں کچھ کمی کر دیجیے۔ انھیں جواب ملتا تھا کہ...... کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر

گزار بندہ نہ بنوں! بندے پر اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ بندہ اس کا شکرادا کرتا رہے۔صحت، جسم، علم، عقل، رزق، ایک ایک بات کا خیال کیجیے۔ اس میں سے ایک چیز کی بھی کمی ہوجائے تو سارا شیرازہ بگڑ جاتا ہے۔ اگر ہوا نہ ہو، پانی نہ ملے تو ہمارا کیا حال ہو؟ چنانچہ سورۂ ابراہیم میں ارشاد ہوا......وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا (آیت:۳۴) اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو نہ کرسکو گے۔سورۂ رحمٰن میں اس نے اپنی نعمتوں کا بڑی تفصیل سے ذکر فرمایا ہے۔ پھر جنوں اور انسانوں سے پوچھا ہے......فَبِاَیِّ آلاءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبَانِ کہ آخر تم اپنے پروردگار کی کس کس نعمت سے انکار کروگے؟ دوسری جگہ حکم دیا......وَ اَمَّا بِنِعْمَتِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ (الضحٰی:۱۱) کہ اپنے پروردگار کی نعمتوں کا شکرادا کیا کرو۔

آدمی ہوس کا پُتلا ہے، دوزخ کی طرح اس کی زبان پر بھی ہر دم ایک ہی نعرہ ہے......هَلْ مِنْ مَّزِیْد ، هَلْ مِنْ مَّزِیْد کیا کچھ اور ملے گا کچھ اور کچھ اور؟ یہ زیادہ سے زیادہ کی جستجو اسے حرام خوری، لوٹ مار، ظلم، جبر اور تعدی پر آمادہ کرتی ہے۔ یہ سارا فساد ناشکری کی وجہ سے ہوتا ہے۔ جو جتنا زیادہ اللہ تعالیٰ کو پہچاننے والا ہوگا وہ اتنا ہی زیادہ شکر گزار بندہ بنے گا۔

ایوّب علیہ السلام پر جب آزمائش آئی تو شدید مرض نے آگھیرا۔ وہ ایک لفظ تکلیف کا منہ سے نہ نکالتے تھے۔ ایک بار اُن کی بیوی نے کہا......آپ نے شفاء کے لیے کتنی دعائیں مانگیں لیکن بیماری بڑھتی ہی جارہی ہے۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا کہ...... نیک بخت! یوں نہ بول بلکہ یہ سوچ کہ کتنی بڑی عمر تک ہم آرام سے رہے۔ اب یہ چند دن آزمائش کے آئے ہیں تو صبر وشکر کو چھوڑ دیں؟

صوفیاء کے پاس صبر کی تعریف یہی ہے کہ حرفِ شکایت کبھی زبان پر نہ لایا جائے۔ وہ بدوی جس نے شکر گزار بندہ بننے کی دعاء مانگی تھی اس کے دلی جذبات سن کر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ...... بے شک تونے جو کچھ کہا سچ کہا۔ وہ چلا گیا تو امیر المؤمنین نے اپنے دوستوں سے فرمایا...... ہر شخص عمر سے زیادہ عالم اور اس سے زیادہ دین سے واقف ہے۔ حاضرین کو بدوی سے شکر گزاری کا سبق ملا تو امیر المؤمنین نے انھیں عاجزی اور فروتنی کا سبق دیا جو شکر گزاری ہی کا نتیجہ ہے ورنہ ان کے علم کے بارے میں تو کہا گیا ہے کہ اُمّت کا تمام علم ایک پلڑے میں اور دوسرے پلڑے میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے علم کو رکھ دیا جائے تو وہی پلڑا بھاری نظر آئے گا جس میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا علم ہوگا۔ یہی وہ خوبی تھی جس کی وجہ سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ......میرے بعد کوئی نبی نہیں لیکن اگر کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ میں یہ صلاحیت تھی۔

(ماخوذ: تجلّی، ۱۹۸۔۲۰۱)

☆......☆......☆